وَقِیۡلَ یٰۤاَرۡضُ ابۡلَعِیۡ مَآءَكِ
”اے زمین اپنا پانی نگل لے“ (ھود: ۴۴)
طوفانِ نوح
اور
ذخیرۂ آبِ زم زم
چشمہ
آبِ زَم زَم
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
خانقاہِ قادریہ رضویہ مجیدیہ، کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم
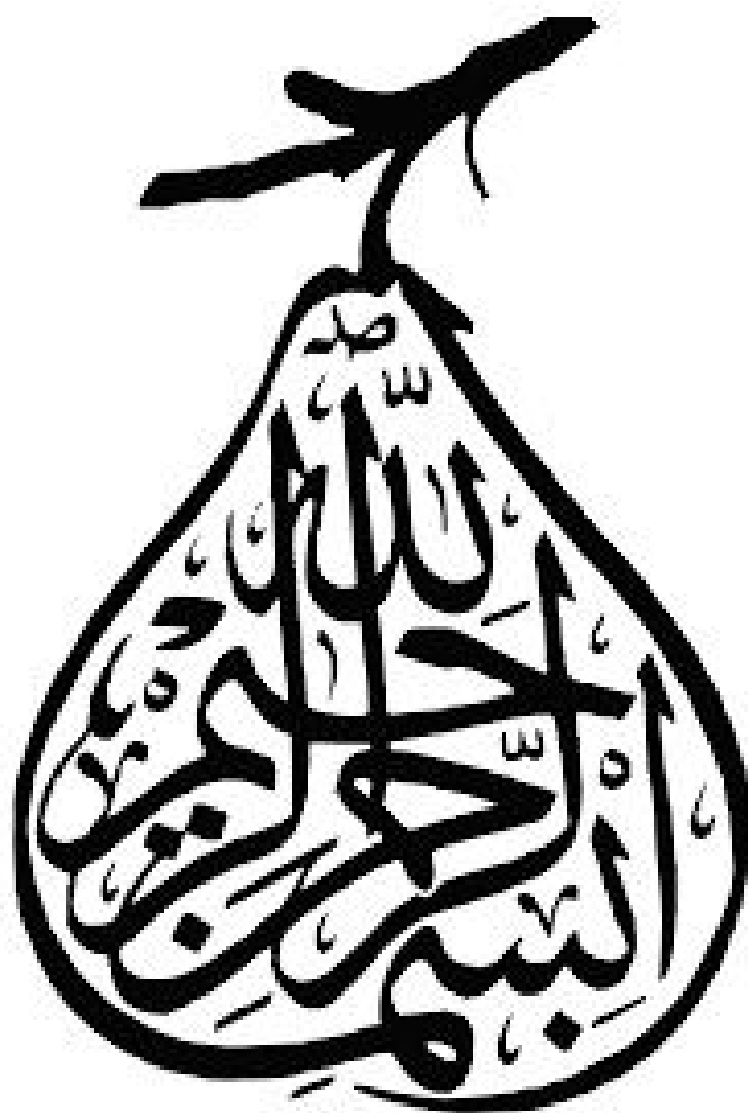
علم ارضیات کی روشنی میں تحقیقات

طوفانِ نوح
اور
ذخیرۂ آبِ زم زم

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
(ایم۔ایس سی، ایم۔اے، پی۔ایچ ڈی)
سابق ڈین آف سائنس، کراچی یونی ورسٹی

خانقاہِ قادریہ رضویہ مجیدیہ، کراچی

نام .... طوفانِ نوح اور ذخیرۂ آبِ زم زم
(علم ارضیات کی روشنی میں تحقیقات)
تحقیق .... پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
سنہ اشاعت ۱۴۴۵ھ/ ۲۰۲۳ء
اشاعت .... اول
طباعت .... ایک ہزار
طابع .... محمد موسیٰ رضا قادری
حروف ساز .... شیخ وامق انصاری، کراچی
(+92 300 2393848)
ناشر .... خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ، کراچی
ہدیہ ....

ملنے کے پتے

خانقاہِ قادریہ رضویہ مجیدیہ
C-50/1، بلاک A-1، گلستانِ جوہر، کراچی۔ رابطہ: 0322-2175095

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ)
۲۵۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔ ۷۴۴۰۰
فون: 021-32725150، واٹس ایپ: 92-303-9205511+
imamahmadraza@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ قَطۡرَۃِ الزَّمۡزَمۡ

تقدیم

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

فاضل مصنف مشفقِ من، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید عنایۃ کی ذات اور اُن کی علمی و تحقیقی نگارشات اہلِ محبت وصاحبانِ علم میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ...... وہ مذہبی عنوانات پر نت نئے انداز سے لکھتے رہتے ہیں...... عام طور پر لکھنے والے کسی عنوان پر بالعموم وہی کچھ باتیں لکھ کر دہرا دیتے ہیں جو پہلے لکھی جا چکی ہیں، ایسے محققین بہت کم ہیں جو اپنے قاری کی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں......پیش نظر عنوان کوئی نیا عنوان نہیں، آپ نے اس موضوع پر متعدد مضامین اور کتب پڑھی ہونگی، لیکن آپ حیران ہونگے کہ یہ کتاب آپ کے گلشنِ مطالعہ میں تحقیق کے اَن گنت پھول کھلانے کا سبب بنے گی......علم مطالعہ سے آگے بڑھتا ہے ورنہ جمود طاری رہتا ہے......فقیر نے فاضل مصنف کے شب وروز دیکھے ہیں، وہ مطالعہ کر کے قدم آگے بڑھاتے اور تحقیق کر کے اپنے قاری کو نئی نئی معلومات فراہم کرتے ہیں......اسلامی نقطہ نظر سے آبِ زم زم کے بے شمار فضائل و برکات ہیں......افادۂ عام کے لیے یہاں چند ایک وہ برکات عرض کرتا ہوں جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائے، لکھتے ہیں:

"۞ زم زم شریف جس کے پاس کافی مقدار سے ہوا سے نہ کسی غذا کی ضرورت،

نہ دوا کی۔ حدیث شریف میں فرمایا: ”زم زم کھانے کی جگہ کھانا اور دوا کی جگہ دوا“۔(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۹ء، ص: ۴۳۵)

۞ ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب ضعف اسلام تھا، صحابہ چالیس تک نہ پہنچے تھے، اس زمانے میں مکہ معظّمہ آئے، وہاں نہ کسی سے شناسائی، نہ کسی سے ملاقات، ایک مہینہ کامل وہی زم زم شریف پیا، حالت یہ ہوئی کہ پیٹ کی بلٹیں اُلٹ پڑیں (خوب صحتمند ہو گئے)۔(ملفوظات، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۹ء، ص: ۴۳۶)

۞ کھانے پینے کی چیزوں میں مجھے زم زم سے زیادہ کوئی چیز مرغوب نہیں، یہاں ذریعہ وہاں (حرم شریف میں) صبح، دوپہر، شام ہر وقت پیتا، صبح آنکھ کھلی تو پہلا کام یہ کہ زم زم شریف پیتا، پانچوں نمازوں کے بعد پہلا کام یہی ہوتا تھا۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۹ء، ص: ۴۳۵)

۞ ایک (مرتبہ کچھ کھانے سے) دل میں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ سید محمود علی صاحب کا خدا بھلا کرے! زم زم شریف انہوں نے بہت سا بھیج دیا تھا۔ میں نے جس وقت ابتہال (گھبراہٹ) ہوا فوراً زم زم شریف پیا، صبح تک برابر پیتا رہا، (ابتہال سے) کچھ بھی نہ ہوا۔(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۹ء ص: ۴۳۴)

۞ پہلی بار کی حاضری میں میری بائیس برس کی عمر تھی۔ میں نے دونوں وقت کی روٹی چھوڑ دی تھی صرف گوشت پر اکتفا کرتا اور گوشت بھی دنبے کا جوسَنَا (ایک بوٹی جس کے پتے دست آور ہوتے ہیں) چرے ہوئے ہوتے تھے۔ کچھ روز کے بعد پیٹ میں خلش معلوم ہوئی، حرم شریف میں جا کر قدح (پیالہ) بھر کر زم زم شریف پیا، فوراً خلش جاتی رہی۔(ملفوظات، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۹ء، ص: ۴۳۵)

۞ زم زم شریف کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ ہر وقت مزہ بدلتا رہتا ہے۔ کسی وقت کچھ کھارا پن، کسی وقت نہایت شیریں اور رات کے دو بجے اگر پیا جائے تو تازہ دوہا ہوا گائے کا خالص دودھ معلوم ہوتا ہے۔(ملفوظات، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۹ء، ص: ۴۳۵)

✿ زم زم نوشی کے آداب میں سے یہ ہے کہ زم زم کا پیالہ ہاتھ میں لیا جائے اور قبلہ رو کھڑے ہو کر اللہ کا نام لے کر تین سانسوں میں نوش کیا جائے۔ ہر بار بسم اللہ سے شروع کیا جائے اور الحمد للہ پر ختم کیا جائے اور پیتے وقت دعا کی جائے کہ اس وقت کی دعا مقبول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "زمزم جس مراد سے پیا جائے وہ بر آتی ہے"۔ لہٰذا آب زم زم کبھی قیامت کی پیاس بجھنے کے لیے پینا چاہیے، کبھی عذاب قبر سے بچنے کے لیے، کبھی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑھنے کے لیے، کبھی وسعتِ رزق، کبھی شفاء امراض، کبھی حصولِ علم اور کبھی دیگر دین و دنیا کی جائز مرادوں کے لیے پینا چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، مطبوعہ لاہور، ج:۴، ص:۷۰۲)

✿ آبِ زم زم شریف کے متعلق دعا کی قبولیت کا وقت آبِ زم زم شریف پی لینے کے بعد کا ہے۔ (فضائل دعا کے باب میں امامِ احمد رضا دعا کی قبولیت کے اوقات کے بیان میں چھبیسواں وقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں): (۲۶)۔ آبِ زم زم پی کر (دعا کرنا قبولیت کا وقت ہے)"۔ (فضائلِ دعا، مطبوعہ کراچی صفحہ: ۱۲۲)

قرآن و حدیث کے دلائل اور اسلامی نقطۂ نظر سے بیان کردہ آبِ زم زم کی فضیلت و برکات اپنی جگہ ایک مسلم حقیقت ہیں مگر فاضل مصنف ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید عنایۃ نے قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ علم ارضیات کی روشنی میں جس سائنٹیفک پہلو سے ذخیرۂ آبِ زم زم پر تحقیقات کر کے پوشیدہ حقائق پیش کیے ہیں وہ بڑے حیران کن ہیں...... پھر کتاب کے آخر میں سائنسی نقشوں کے اضافے نے پیش کردہ حقائق کی اہمیت کو اور بڑھا دیا ہے...... اُمید ہے یہ کاوش اہل علم کی معلومات میں گرانقدر اضافے اور اہل محبت کے ذوق کو مزید ذوق افزوں کرنے کا باعث بنے گی۔ آیئے ڈاکٹر صاحب کی دلچسپ و حیران کن تحقیقات کا مطالعہ کریں۔

✿ ✿ ✿

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طوفانِ نوح اور ذخیرۂ آبِ زم زم
(علم ارضیات کی روشنی میں)

از: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

شانِ ربوبیت:

وَاِلٰـهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ‌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ (١٦٣) اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡكِ الَّتِىۡ تَجۡرِىۡ فِى الۡبَحۡرِ بِمَا يَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآ بَّةٍ وَّتَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَيۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ (١٦٤/سورہ بقرہ)

ترجمہ: ”اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات ودن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اُتار کر مردہ زمین کو اس سے جِلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ

بادل کہ آسمان وزمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں" (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، از: امام احمد رضا)

ایک اور مقام پر ان لوگوں کے لیے جو اللہ کی آیات پر غور کرتے رہتے ہیں ارشاد فرمایا:

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:۱۹۱)

"اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے، تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے"۔

ایک اور آیت کریمہ ملاحظہ کریں اور اس بات پر غور کریں کہ اللہ عزوجل نے پانی کب پیدا کیا:

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (سورہ ھود:۷)

"اور وہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ (6) دن میں بنایا اور اس کا عرش پانی پر تھا کہ تمہیں آزمائے تم میں کس کا کام اچھا ہے"۔

شان ربوبیت کو کون جان سکتا ہے اور کون اس کا احاطہ کرسکتا ہے اس کی تو کوئی حد ہی نہیں کہ اس کائنات میں چند ہزار نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں عجائبات ہیں جن کو ہم آج تک نہیں جان سکے ہاں اتنا جان گئے جتنا اس رب نے خود بتایا لیکن اس کے عجائبات سمجھنا انسان کے لیے ناممکن ہے کہ وہ اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ

اَبۡحُرٍ مَّا نَفِدَتۡ كَلِمَاتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ (لقمان:۲۷)

"اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہوجائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات (۷) سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی بے شک اللہ عزت و حکمت والا ہے"۔

قرآن کریم میں بیان کردہ چند عجائبات:

جنات جو حضرت انسان کی تخلیق سے بھی 70000 سال قبل اس دنیا اور کائنات میں اللہ عزوجل کے عجائبات دیکھ رہے تھے اور آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک بھی یہ مخلوق کائنات میں عجائبات دیکھتی رہی لیکن ہمارے علم میں ان کی معلومات نہیں۔ ہمیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت سنی اور اس تلاوت کی کیفیات کو انھوں نے جاکر اپنے جن سرداروں کو جب سنائی تو سب اس پر تعجب کرنے لگے اور کئی ان میں قرآن کی آیات سن کر ایمان بھی لے آئے، اس کو قرآن نے آیات کی شکل میں نازل بھی فرمایا، ملاحظہ کریں وہ آیات:

قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا (۱) یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنۡ نُّشۡرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا (۲) ۔(سورۂ جن)

"تم فرماؤ! مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو (جن) بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا، کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے"۔

اسی طرح ایک اور واقعہ عجائبات سے قرآن میں محفوظ ہے کہ اللہ عزوجل

نے چند اصحاب کہف کو 300 برس سے زیادہ سُلا کر یا موت دے کر دوبارہ زندہ کیا اورانھوں نے کچھ کھایا پیا اور دوبارہ سلا دیے گئے اس واقعہ کو قرآن کریم کی سورہ کہف میں تفصیل سے پڑھا جاسکتا ہے:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا(۹)اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (۱۰) فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا (۱۱)ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا (۱۲)۔(سورہ کہف)

"کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی پھر بولے اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہ یابی کے سامان کر، تو ہم نے غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکا ہ، پھر ہم نے انھیں جگایا کہ دیکھیں دونوں گروہوں میں کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے"۔

قرآن مجید میں کائنات میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کو محفوظ رکھا گیا ہے کئی عجائبات کا اللہ عزوجل نے ذکر فرما کر ہمارے سامنے کھول کر بیان کردیا مگر سیکڑوں عجائبات ہمارے لیے آج بھی عجوبہ ہیں اور حضرت انسان ان کی تلاش اور جستجو میں روگرداں ہے اور ان کو سمجھنے کی کوشش میں مصروف عمل ہے کہ اللہ نے ان کو اپنی نشانیاں قرار دیا اور حضرت انسان کو جوان میں عقلمند ہیں دعوتِ فکر دی ہے۔

اس مقالے میں راقم اپنی کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ کی ایک

نشانی پر غور کرنے کی جستجو کر رہا ہے کہ آبِ زم زم کا عظیم ذخیرہ کب اور کیسے بنا؟ کیا یہ طوفانِ نوح کا پانی ہے؟ جس کو اللہ عزوجل نے نکلنے کا حکم دیا اور یہ ذخیرہ اب تک ختم کیوں نہ ہوا؟ اس سوال کا جواب تلاش کرنے سے پہلے قرآن کریم میں بیان کردہ طوفانِ نوح سے متعلق تمام آیات کا مطالعہ کریں گے پھر اس بات کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کریں گے کہ طوفان کا پانی مکہ مکرمہ کی وادی میں کس طرح ذخیرہ کیا گیا۔

پہلے ملاحظہ کریں وہ تمام آیات قرآنی جو طوفانِ نوح سے متعلق ہیں:

وَاُوۡحِیَ اِلٰی نُوۡحٍ اَنَّهٗ لَنۡ یُّؤۡمِنَ مِنۡ قَوۡمِكَ اِلَّا مَنۡ قَدۡ اٰمَنَ فَلَا تَبۡتَئِسۡ بِمَا كَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ (۳۶) وَاصۡنَعِ الۡفُلۡكَ بِاَعۡیُنِنَا وَوَحۡیِنَا وَلَا تُخَاطِبۡنِیۡ فِی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ۚ اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ (۳۷) وَیَصۡنَعُ الۡفُلۡكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَیۡهِ مَلَاٌ مِّنۡ قَوۡمِهٖ سَخِرُوۡا مِنۡهُ ؕ قَالَ اِنۡ تَسۡخَرُوۡا مِنَّا فَاِنَّا نَسۡخَرُ مِنۡكُمۡ كَمَا تَسۡخَرُوۡنَ (۳۸) فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ یَّاۡتِیۡهِ عَذَابٌ یُّخۡزِیۡهِ وَیَحِلُّ عَلَیۡهِ عَذَابٌ مُّقِیۡمٌ (۳۹) حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَفَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ قُلۡنَا احۡمِلۡ فِیۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ وَاَهۡلَكَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَیۡهِ الۡقَوۡلُ وَمَنۡ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیۡلٌ (۴۰) وَقَالَ ارۡكَبُوۡا فِیۡهَا بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖىهَا وَمُرۡسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (۴۱) وَهِیَ تَجۡرِیۡ بِهِمۡ فِیۡ مَوۡجٍ كَالۡجِبَالِ ۟ وَنَادٰی نُوۡحُ ۣ ابۡنَهٗ وَكَانَ فِیۡ مَعۡزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارۡكَبۡ مَّعَنَا وَلَا تَكُنۡ مَّعَ الۡكٰفِرِیۡنَ (۴۲) قَالَ سَاٰوِیۡۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعۡصِمُنِیۡ مِنَ الۡمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الۡیَوۡمَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَیۡنَهُمَا الۡمَوۡجُ فَكَانَ مِنَ الۡمُغۡرَقِیۡنَ (۴۳)

وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۴۴)۔(سورہ ھود)

”اور نوح کو وحی ہوئی کہ تمہاری قوم سے مسلمان نہ ہوں گے مگر جتنے ایمان لا چکے تو غم نہ کھا اس پر جو وہ کرتے ہیں۔ اور کشتی بناؤ ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا وہ ضرور ڈبوئے جائیں گے۔ اور نوح کشتی بناتا اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس پر ہنستے۔ بولا اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے جیسا تم ہنستے ہو۔ تو اب جان جاؤ گے کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے اور اُترتا ہے وہ عذاب جو ہمیشہ رہے یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور اُبلا ہم نے فرمایا کشی میں سوار کرلے ہر جنس میں سے ایک جوڑا نر و مادہ اور جن پر بات پڑ چکی ان کے سوا اپنے گھر والوں اور باقی مسلمانوں کو اور اس کے ساتھ مسلمان نہ تھے مگر تھوڑے۔ اور بولا اس میں سوار ہوٴ اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ اس سے کنارے تھا، اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو، بولا اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا، کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے اور ان کے بیچ میں موج آڑے آئی تو وہ ڈوبتوں میں رہ گیا، اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی ”نگل“ لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک کردیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی کوہِ

جودی پر ٹھہری۔ اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ"۔

طوفانِ نوح سے متعلق قرآن کا ایک اور بیان جو سورۃ المؤمنون میں بیان کیا گیا ہے، وہ بھی پہلے ملاحظہ کریں:

فَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ اَنِ اصۡنَعِ الۡـفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَفَارَ التَّنُّوۡرُ‌ ۙ فَاسۡلُكۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَاَهۡلَكَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَيۡهِ الۡقَوۡلُ مِنۡهُمۡ‌ ۚ وَلَا تُخَاطِبۡنِىۡ فِى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا‌ ۚ اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ (۲۷) فَاِذَا اسۡتَوَيۡتَ اَنۡتَ وَمَنۡ مَّعَكَ عَلَى الۡـفُلۡكِ فَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ نَجّٰىنَا مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ (۲۸) وَقُلْ رَّبِّ اَنۡزِلۡنِىۡ مُنۡزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنۡتَ خَيۡرُ الۡمُنۡزِلِيۡنَ (۲۹)۔ (سورہ مؤمنون)

"تو ہم نے اسے وہی بھیجی کہ ہماری نگاہ کے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا پھر جب ہمارا حکم آئے اور تنور اُبلے تو اس میں بیٹھا لے ہر جوڑے میں سے دو اور اپنے گھر والے مگر ان میں سے وہ جن پر بات پہلے پڑ چکی اور ان ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے بات نہ کرنا یہ ضرور ڈبوئے جائیں گے۔ پھر جب ٹھیک بیٹھ لے کشتی پر تو اور تیرے ساتھ والے تو کہہ سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں ان ظالموں سے نجات دی اور عرض کر اے میرے رب مجھے برکت والی جگہ اُتار اور تو سب سے بہتر اُتارنے والا ہے"۔

قرآن کریم میں سورۃ القمر میں بھی طوفانِ نوح کا ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح یہ طوفان برپا ہوا اور کس طرح حضرتِ نوح نے لکڑی اور کیلوں سے اپنی طویل قامت

کشتی تیار کی جس کے آپ "بانی" قرار دیے جاسکتے ہیں کہ اس طوفان میں کشتی نوح سے پہلے دنیا میں کوئی اور چیز اس طرح نہیں تیر سکی اور اس کے "ملاح اول" بھی آپ ہی ہیں جن کو وحی کے ذریعے تمام کشتی بنانے کی اور پھر کشتی تیرانے کی ٹیکنالوجی سکھائی گئی، ملاحظہ کریں سورۂ قمر کی آیات بینات:

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ (۱۱) وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ (۱۲) وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ (۱۳) تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ (۱۴) وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (۱۵)۔ (سورہ قمر)

"تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیے زور کے بہتے پانی سے۔ اور زمین چشمے کر کے بہادی تو دونوں پانی مل گئے اس مقدار پر جو مقدر تھی۔ اور ہم نے نوح کو سوار کیا تختوں اور کیلوں والی پر۔ کہ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا۔ اور ہم نے اسے نشانی چھوڑا ہے تو ہے کوئی دھیان کرنے والا"۔

طوفان نوح کی تفصیل تفاسیر کی روشنی میں:

(حدیث کی روشنی میں): حضرت نوح علیہ السلام نے بحکم الٰہی درخت بوئے جو 20 سال میں تیار ہوئے۔ اس دوران کسی کے یہاں بچہ پیدا نہ ہوا۔ جو بچے بڑے ہوتے گئے وہ نوح علیہ السلام پر ایمان نہ لائے اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانے میں مصروف ہوگئے۔ لوگ (کفار) کہتے کہ اے نوح آپ کیا بنا رہے ہیں آپ نے فرمایا ایسا مکان بناتا ہوں جو پانی پر چل سکتا ہے یہ سن کر وہ ہنستے کیونکہ آپ جہاں زمین پر کشتی بنارہے تھے وہاں دور دور تک پانی نہیں تھا لوگ مزید مذاق اُڑاتے

کہ پہلے تو آپ نے نبی کا دعویٰ کیا اب آپ بڑھئی بھی بن گئے۔

یہ کشتی دو سال میں تیار ہوئی اس کی لمبائی 300 گز، چوڑائی 50 گز اونچائی 30 گز تھی (اس کی بناوٹ میں اور بھی اقوال ہے) اس کشتی میں 3 درجے یا منزلیں بنائی گئیں۔سب سے نیچے وحشی اور درندے، درمیانی منزل میں چوپائے وغیرہ اور سب سے اوپر طبقہ میں حضرت نوح علیہ السلام اور انکی اُمت کے لوگ۔مزید اس حصے میں حضرت آدم علیہ السلام کا جسد خاکی اور کھانے وغیرہ کا سامان اوپر کے طبقے میں تھے۔(خازن ومدارک بحوالہ تفسیر خزائن العرفان از مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی)

اللہ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام کو وحی کی تھی کہ جب تم دیکھو کہ "تنور" سے پانی اُبل رہا ہے تو سمجھ لینا کہ اب وقت آگیا ہے کہ تم اپنی اُمت کو لے کر کشتی میں سوار ہو جاؤ بمعہ سامان اور ہر جانور کے جوڑے کے ساتھ۔ چنانچہ جب پانی نظر آنے لگا آپ سب کو لے کر سوار ہو گئے اور پانی کی سطح بڑھتی رہی اور یوں کشتی پانی میں اللہ کے حکم سے تیرنے لگی اور اس دوران آپ نے اپنے ایک بیٹے کو جو آپ پر ایمان نہیں لایا تھا آواز دی کہ آج کوئی بچانے والا نہیں، اس نے کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور وہ سوار نہ ہوا اور پانی جب مزید بلند ہوا تو وہ بھی ڈوب گیا۔آپ کے ساتھ سوار لوگوں کو تعداد ۷۲ بتائی جاتی ہے مگر یہ تعداد کم اور زیادہ بھی بتائی جاتی ہے ان کی صحیح تعداد اللہ ہی جانے مگر بعد میں کشتی پار لگنے کے بعد جتنے انسان زندہ بچ گئے ان کے یہاں بعد میں کسی کے اولاد نہ ہوئی اور سب کے سب مر گئے، پھر بعد میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی ایک اہلیہ سے اولاد آدم کا دوبارہ سلسلہ شروع ہوا اسی لیے آپ "آدم ثانی" کہلاتے ہیں۔

طوفان سے متعلق روایات اور تفاسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ 40 روز مسلسل

آسمان سے بارش کی صورت میں پانی کی سطح بلند ہوتی گئی (اس کی تفصیل آگے آئے گی)ایک وقت آیا کہ سارا علاقہ جس میں پورا سعودی عرب، ایران، عراق، شام، لبنان، اردن، اور مصر تک سب پانی میں ڈوب گئے جہاں تک انسان پہنچا تھا وہ تمام کے تمام کافر اور مشرک تھے، اس لیے ڈبو کر ہلاک کر دیے گئے۔

(دیکھیں نقشہ نمبر 1)

روایت میں آتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ کشتی 10 رجب کو روانہ ہوئی تھی اور مسلسل 6 ماہ تک پانی میں گھومتی رہی اور پھر اللہ کے حکم سے یہ کشتی ۴۰ روز مقام بیت اللہ کے گرد گھومنے کے بعد پہاڑ جودی کی طرف روانہ ہوئی اور اُدھر اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ اے آسمان اب تھم جا' یعنی بارش روک دی گئی اور دوسرا حکم دیا کہ اے زمین اس پانی کو نگل لے۔ جب کشتی پہاڑ جودی پر لگ گئی تو زمین نے سارا پانی نگل لیا اور زمین ایک دفعہ پھر خشک ہوگئی اور تمام پہاڑ ایک دفعہ پھر خشک ہو گئے اور نوح علیہ السلام نے جودی پہاڑ کے ساتھ ہی گزر بسر شروع کی، یہ علاقہ "کرد" کہلاتا ہے جو عراق اور ترکی کی سرحد کے ساتھ ہے۔ یہ علاقہ آج سرد علاقوں میں آتا ہے اور کئی جگہ مستقل برف یا گلیشیر (Glacier) سے ڈھکا رہتا ہے۔

پہاڑِ جودی اور کشتی نوح کی تلاش:

دور حاضر میں اس بات پر بہت تحقیق کی گئی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے ٹھہرنے کے "مقامِ جودی" کو تلاش کیا جائے، تفصیل میں جائے بغیر اب اس بات پر اکثریت کا اتفاق ہے کہ یہ سلسلہ پہاڑ ترکی اور عراق کے باڈر کے ساتھ ہے اور کشتی کی بھی تلاش میں اہل کتاب اور مسلمانوں کے علاوہ چینی آثارِ قدیمہ کے لوگوں نے بھی تحقیق میں حصہ لیا اور وہ اس کشتی کے بعض حصوں کو گلیشیر کے نیچے حاصل کرنے

میں کامیاب ہو گئے اور انھوں نے اس لکڑی کی کاربن سے اس کی عمر 5000 برس کے قریب بتائی ہے جو کسی حد تک درست ہے کہ اہل کتاب نے بھی طوفان نوح 3000 سال قبل مسیح بتایا ہے اور اب اسلام کے 1450 برس ملا کر یہ وقت 4800 سال کے قریب بنتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ چینی ماہرین نے آسمانی کتابوں بالخصوص قرآن کریم سے بھی استفادہ کیا تھا ان کی تحقیق کے مطابق اس پانی کے جہاز یا کشتی میں ۳ منزلیں تھیں اور لکڑی کے ستون تھے۔ ان کی تحقیق کے مطابق کشتی بیضوی شکل کی تھی۔ ان کی تمام تفصیل جاننے کے لیے آپ گوگل میں ریسرچ کر سکتے ہیں اس میں تمام دنیا کی تحقیق مل جائے گی لیکن چینی ماہرین کی تحقیق ہمارے قرآن کی نشاندہی کے زیادہ قریب نظر آتی ہے۔

گوگل میں طوفان نوح سے متعلق اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اہل کتاب کے محققین کے نزدیک طوفان نوح 3000 سال قبل مسیح آیا تھا اور یہ طوفان ریجنل تھا، گلوبل نہیں تھا یعنی یہ طوفان کا دائرہ ساری دنیا تک پھیلا ہوا نہیں تھا، مشرق وسطیٰ تک محدود تھا اس سلسلے میں کئی نقشے بھی گوگل کی سائٹ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں کشتی کے ٹھہرنے کا مقام تک بتا دیا کہ پہاڑ جودی پر یہ کشتی جا کر ٹھہری چنانچہ اس پہاڑ کو تلاش کر کے کشتی بھی تلاش کر لی گئی۔ اگرچہ کشتی پوری صحیح سالم تو ابھی تک نہیں ملی کہ یہ گلیشیر میں دبی ہوئی تھی اس وجہ سے 5000 سال گزرنے کے باوجود لکڑی مٹی مٹی نہ ہوئی بلکہ برف نے اسکو محفوظ کر دیا اسی لیے قرآن نے اسکو اپنی نشانی بھی فرمایا جیسا کہ سورۃ القمر میں ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (سورہ قمر: ۱۵)

"اور ہم نے اسے نشانی چھوڑا ہے تو ہے کوئی دھیان کرنے والا"۔

چنانچہ دھیان کرنے والوں نے اس کو تلاش کرلیا جو اللہ عزوجل نے اس کو برف کے نیچے محفوظ رکھا تھا اگر وہ آسمان تلے 5000 برس پڑی رہتی تو یہ مٹی ہو جاتی مگر اللہ نے اس کی حفاظت فرمائی اور اللہ کے نبی کا بنایا ہوا پانی کا یہ جہاز جو انھوں نے لکڑی اور کیلوں کی مدد سے بنایا تھا آج لوگوں کے سامنے موجود ہے کہ اللہ انبیاء کرام کو خود فن سکھاتا ہے۔ انسان سوچتا رہے کہ زمانے نوح میں انسان کو کیا شعور تھا مگر اللہ نے حضرت نوح کو سب کچھ سکھا دیا اور جب کشتی ۳ منزلہ تیار ہوگئی تو اللہ نے پانی بھی اتنی مقدار میں وہاں پہنچا دیا، وہ تیرنے لگی اور ٦ ماہ تیرتی رہی۔ قرآن نے سچ کہا:

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ

"اے جن وانس تم دونوں ہماری کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے"

راقم طوفان نوح سے قبل کے واقعات کو اور اللہ عزوجل کے حکم پر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تیار کرنے کے واقعہ کو قرآن وحدیث وروایت کی روشنی میں اوپر بیان کر چکا، مزید واقعات کی تفصیل آپ قصص الانبیاء کی کتب اور دیگر کتبِ تاریخ میں پڑھ سکتے ہیں۔ راقم آپ کو اس پانی کے متعلق بتانا چاہتا ہے کہ جب اللہ نے حکم دیا تو یہ تنور کہاں اور کیسے اُبلے اور جب حکم دیا کہ اے زمین پانی نگل لے تو وہ کونسی زمین ہے جہاں سے پانی نیچے چلا گیا اور کیا آبِ زم زم کا ذخیرہ یہ ہی پانی ہے اس سے قبل کہ اس تحقیق سے آگاہی دوں، پہلے چند حقائق ملاحظہ فرمالیں۔

چٹانوں کی ساخت (Kind of Rocks):

اختصار کے ساتھ بتاتا چلوں کہ زمین کی ساخت 3 طرح کی چٹانوں پر مشتمل ہوتی ہے:

(ا) آتشی چٹانیں Igneous Rock

(۲)رسوبی چٹانیں Sedimentany Rock

(۳)متغیرچٹانیں Metamorphic Rock

ان تین میں رسوبی چٹانیں سمندروں میں تہہ بہ تہہ بنتی ہیں اور یہ سمندر میں اس وقت بنتی ہے جب دنیا کے بڑے بڑے دریا اپنا پانی سمندر میں چھوڑتے ہیں اور اپنے ساتھ مٹی بھی لے کر آتے ہیں۔ یہ مٹی جو کنکروں کی شکل میں ہوتی ہے چھوٹے بڑے کنکر پر مشتمل تہہ بہ تہہ جمتی جاتی ہے اسی دوران سمندر میں موجود نمک خاص کر $CaCO_3$ صفوف کی شکل میں تہہ بہ تہہ کے ساتھ جمع ہوتا رہتا ہے یہ بھی ایک موٹی تہہ بنا دیتا ہے ان دونوں تہوں کو Sand Stone اور Lime Stone کہتے ہیں۔ Sand Stone کے کنکر کا سائز 2mm سے لے کر 1 / 64mm تک ہوتا ہے اور جو کنکر 1 / 64 mm سے چھوٹا ہوتا ہے ان کنکروں پر مشتمل چٹان Clay/Shale کہلاتی ہے اور اس کا Pore سائز بہت چھوٹا ہوتا ہے اور اس میں سے پانی کا قطرہ نہیں نکل پاتا، اس کو ہم Impervious Rock کہتے ہیں جب کہ Sand Stone میں سے پانی کا قطرہ آسانی سے نکل جاتا ہے اس کو Porous Rock کہتے ہیں۔آتشی چٹانوں میں Pores ہرگز نہیں ہوتے مگر اس میں دراڑیں ہوتی ہیں جن کو Fissure and Faults Cracks کہا جاتا ہے اسی طرح Metamarphic Rocks میں بھی Pores نہیں ہوتے اور اس میں بھی دراڑیں یا Cracks ہوتے ہیں۔ یہ دراڑیں یا Cracks تقریباً تمام اقسام کی Rock میں ہوتے ہیں۔جب کبھی زلزلہ آتا ہے تو اس سے تمام Rock میں چھوٹے بڑے بعض گہرائی تک یہ Cracks بن جاتے ہیں۔جس طرح پانی Pores میں سے اوپر نیچے جا سکتا ہے اسی طرح ان آتشی چٹانوں میں Cracks, Fissure

اورFaultکےذریعے پانی نیچے جاسکتا ہے یااوپر آسکتا ہے۔

(دیکھیں نقشہ نمبر 2)

پانی زیرزمین کس طرح ذخیرہ بنا تا ہے:

قدرت کا انتظام دیکھئے اس نے سمندروں کی صورت میں پانی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ زمین کے اوپر رکھا ہے مگر یہ سارا پانی بہت کڑوا ہے کہ انسان اس کو پی نہیں سکتا اب یہ پانی آبی بخارات کی صورت میں اوپر اُٹھتا ہے، بادل بنا تا ہے اور یہ بادل زمین پر برستے ہیں، جب پانی برستا ہے تو کچھ پانی زمین کے اوپر بہتا ہے اور واپس سمندر میں چلا جاتا ہے یا زمین میں کسی مقام پر جمع ہوکر تالاب کی شکل میں کھڑا ہوجاتا ہے اور کچھ پانی زمین کے اندر چلا جاتا ہے۔ یہ پانی یا تو دراڑوں کے ذریعے نیچے جاتا ہے یا جن چٹانوں میں Pores ہوتے ہیں اس کے ذریعے زمین کی تہہ میں جاتا ہے اور نیچے کسی بھی Porous Layer میں جمع ہوتا رہتا ہے اس Porous Layer کے نیچے کوئی نہ کوئی Impervious Layer بھی ہوتی ہے جو اس کو مزید نیچے نہیں جانے دیتی اس طرح یہ پانی 10۔20۔30۔50۔100۔200۔ 500 فٹ یا اس سے بھی زیادہ گہرائی تک جا کر رُک جاتا ہے اور مستقل جمع ہوتا رہتا ہے اور یہ پانی خاص Pressure کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ اس پانی کو کنواں کھود کر نکالا جاسکتا ہے یا اگر قدرتی دراڑیں زلزلہ کے باعث پڑجائیں تو یہ پانی اپنے Pressure سے اوپر آنا شروع ہوجاتا ہے۔ (دیکھیں نقشہ نمبر 3)

یہ بات آپ کے سننے میں اکثر آتی ہوگی کہ جب کبھی زلزلہ آتا ہے تو اس علاقے میں ضرور پانی کا چشمہ اُبلنے لگتا ہے بعض وقت زیرزمین گیس اور آئل بھی ان دراڑوں کے ذریعے زلزلے کے بعد رسنے لگتا ہے۔ ایک قانون جو آپ اب تک سمجھ

گئے ہوں گے کہ زیر زمین پانی کو اوپر آنے کے لیے دراڑوں کی ضرورت ہے اور یہ دراڑیں جب زلزلے کے باعث اس سطح تک بن جاتی ہیں جہاں زیر زمین یہ پانی کا ذخیرہ ہوتا ہے اس لیے پھر وہ پانی اوپر آنا شروع ہوجاتا ہے۔زلزلے کے باعث دراڑیں اس لیے پڑتی ہیں کہ زلزلے کے باعث زمین ہلتی ہے یعنی Shake کرتی ہے جس کے نتیجے میں دراڑیں پڑتی ہیں۔زلزلے اس لیے آتے ہیں کہ جب زمین کی موٹی تہیں جو سمندر کے نیچے Oceanic Crust یا Continental کہلاتی ہیں آپس میں ٹکراتی ہیں جس کے نتیجے میں زمین کے اوپر زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوتے ہیں"علم ارضیات" میں ان کو Collision of two Plates کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے یعنی دراڑیں ڈالنے کے لیے قوت Force کی ضرورت ہوتی ہے۔آیئے قرآن کریم سے ایسی مثالیں مشاہدہ کریں کہ جب Force کے ذریعے زمین یا پتھر پر اس کا استعمال ہوا اور پانی جاری ہوگیا۔

القرآن الکریم:

ایک مقام پر جب موسیٰ علیہ السلام کے بارہ قبیلوں پر مشتمل لوگوں کے پاس پانی ختم ہوگیا تو انھوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ! آپ خدا سے دعا کریں کہ وہ پانی دے۔موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی جس کو قرآن میں سورۃ البقرہ میں اس طرح بیان کیا گیا:

وَاِذِاسۡتَسۡقٰی مُوۡسٰی لِقَوۡمِهٖ فَقُلۡنَااضۡرِبۡ بِّعَصَاكَ الۡحَجَرَ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَيۡنًا قَدۡعَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡ (سورۂ بقرہ:۶۰)

"اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ

پہنچان لیا“۔

یہ واقعہ مصر کی سرزمین پر ایک وادی میں پیش آیا اس وادی میں کہیں بھی پانی کے نہ تالاب تھے نہ پانی کا ذخیرہ تھا، جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی طاقتِ نبوت کے ساتھ اپنے اس عصا کو زمین پر مارا تو اس کے اندر 12 دراڑیں پڑ گئیں اور پانی 12 سمتوں میں جاری ہوگیا کہ ان تمام قبائل نے اس نہر سے پانی حاصل کیا۔ یہاں زلزلہ تو نہ آیا مگر جو چیز درکار تھی کہ اتنی قوت سے اس مقام پر عصا مارا جائے کہ دراڑیں اس پانی کی سطح تک بن جائیں تو وہ کام موسیٰ علیہ السلام کی قوتِ نبوت نے اللہ کے حکم سے کیا اور پانی جاری ہوگیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام جب بستر پر اپنی ظاہری بیماری کے باعث آرام فرمارہے تھے اور جسم میں بیماری کے باعث تکالیف بھی تھیں (بظاہر کوئی جلدی بیماری تھی جس کے لیے گرم پانی کی ضرورت تھی تاکہ اس گرم پانی کے نہانے سے وہ جلدی بیماری رفع ہوجائے) اللہ عزوجل نے ان کو حکم دیا کہ اے ایوب اپنا پاؤں زمین پر مارو، وہاں سے پانی کے چشمے ایک ٹھنڈا اور ایک گرم جاری ہوگا اس سے نہالینا تمہاری جلد کی بیماری ختم ہوجائے گی، قرآن مجید (سورہ ص) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ (۴۱) اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ (۴۲)۔

”اور یاد کرو ہمارے بندے ایوب کو جس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور ایذا لگائی۔ ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار یہ ہے ٹھنڈا پانی کا چشمہ نہانے اور پینے کو“۔

اللہ کائنات کا مالک ہر مخلوق اس کے تابع، حضرت ایوب علیہ السلام نے

جب اللہ عزوجل سے شیطان کی طرف سے دی گئی تکلیف کے رفع کی دعا فرمائی تو رب ذوالجلال اپنے حکم سے آسمان سے پانی برسا دیتا مگر اس نے حضرت ایوب کو حکم دیا کہ آپ اپنا پاؤں زمین پر ماریں تو اس سے چشمہ جاری ہو جائے گا، اس سے نہا بھی لیں اور نوش بھی فرما لینا۔ چنانچہ یہاں بھی یہی عمل ہوا کہ زیر زمین پانی کا چشمہ پھوٹنے کے لیے اس کو دراڑیں درکار تھیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے جب قوت نبوت کے ساتھ اپنا پاؤں زمین پر مارا تو اس میں دراڑیں پڑ گئیں اور زیر زمین ذخیرہ آبِ چشمہ کی صورت میں اُبل پڑا۔

ایسے ہی احادیث کی کتابوں میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ نہایت تفصیل سے موجود ہے کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کے حکم پر اپنی پہلی زوجہ بی بی ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے نومولود بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو شام سے ہجرت کرا کے مکہ کی اس وادی میں جو اُم القربی بھی کہلاتی ہے چھوڑ کر چلے گئے تو اس وادی میں صرف وہ ماں اور بیٹا تھا اور چاروں طرف دور دور تک نہ آدم نہ آدم زاد، نہ پانی اور نہ ہریالی تھی، تمام پہاڑوں بشمول صفا اور مروہ سب خشک اور بنجر پہاڑیاں تھیں جس پر کوئی سبزا بھی اُگا ہوا نہ تھا۔ چند روز کے بعد جب پانی ختم ہو گیا تو بی بی ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانی کی تلاش میں نکلیں اور اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو زمین پر لٹا دیا اور پہاڑی صفا پر کھڑے ہو کر چاروں طرف نظر ڈالی کہ پانی کا کوئی آثار نظر آئے مگر جب کچھ نظر نہ آیا تو صفا پہاڑی سے مروہ پہاڑی کی طرف روانہ ہوئیں جو ایک کلومیٹر کے فاصلے پر تھی درمیان میں ایک خشک نالہ تھا جو دونوں پہاڑیوں کے درمیان سے گزر رہا تھا جب وہ نیچے نالے سے گزرتیں تو آپ کو اسماعیل علیہ السلام نظر نہ آتے اس لیے دوڑ کر آپ مروہ کی طرف

یا صفا کی طرف جاتیں اور جیسے ہی اسماعیل علیہ السلام نظر آ جاتے تو آپ پھر قدم قدم چلتیں۔ سعی کے دوران سبز بتیوں کے درمیان مرد حضرات اسی لیے دوڑتے ہیں۔ اس طرح صفا سے مروہ انھوں نے 6 چکر لگائے جب ساتواں چکر لگا چکیں اور مروہ کی چوٹی پر کھڑی ہوئی تھیں تو ان کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس پانی کے آثار نظر آئے وہ فوراً مرہوہ سے دوڑتی ہوئی اپنے بیٹے کے پاس وہاں پہنچیں تو دیکھا کہ زمین سے پانی اُبل رہا ہے آپ نے زَم زَم کہتے ہوئے (یعنی ٹھہر جا، ٹھہر جا) وہاں منڈیر بنادی جس میں پانی جمع ہونے لگا۔

روایت ہے کہ اللہ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے اس مقام پر اپنے پَر مارے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اسماعیل علیہ السلام نے اپنی ننھی ایڑیاں رگڑیں جس کے باعث زمین میں دراڑیں پڑیں۔ جبرائیل علیہ السلام کے پَر مارنے سے زمین پر ضرب لگی یا اسماعیل علیہ السلام کے پیر مارنے سے یا دونوں عمل ہونے سے لیکن زیر زمین پانی کو اوپر لانے کے لیے زمین میں دراڑیں ڈالی گئیں اسکے بغیر زیر زمین پانی اوپر نہیں آ سکتا تھا۔ اس کو نبی کا معجزہ یا اللہ کی قدرت کہیے کہ بیت اللہ کے قریب یہ چشمہ ءآب زم زم یعنی Spring Zam Zam جاری ہو گیا۔

طوفان نوح کا پانی کتنا بلند ہوا اور کہاں سے آیا:

اس طوفان نوح بننے کے سبب کو قرآن نے یوں فرمایا:

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ (۱۱) وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ (۱۲)۔ (سورہ قمر)

”تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور کے بہتے پانی سے۔ اور زمین چشمے کر کے بہادی تو دونوں پانی مل گئے“۔

جس دوران حضرت نوح علیہ السلام ملک شام میں کشتی بنا رہے تھے اس وقت وہاں تمام زمین خشک تھی، پانی کا نام ونشان بھی نہ تھا اور ان کو یہ کشتی بنانے میں ۲ سال لگ گئے۔ ادھر اللہ کے حکم سے دیگر علاقوں میں زوردار بارشیں ہوتی رہیں اور روایت کے مطابق ۴۰ روز مسلسل طوفانی برسات جاری رہی۔ اس کی مثال دنیا میں آنے والے بارش کے طوفان ہیں جس کے باعث ان علاقوں میں کئی کئی روز تک مسلسل بارشیں ہوتی رہیں جس سے کئی کئی سوفٹ پانی بعض جگہ جمع ہوجاتا ہے۔ یہ سب اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ اس نے طوفان نوح کے لیے بارش کا سلسلہ کئی ہفتوں جاری رکھا۔ ساتھ میں قرآن نے کہا کہ زمین چشمے کر کے بہادی یعنی زمین پر سے چشمے پھوٹ پڑے اس کو قرآن نے دو جگہ سورۃ المؤمنون اور سورہ ھود میں فرمایا:

فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ

"پھر جب ہمارا حکم آیا اور تنور اُبلے"

یہاں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور اس کے دیے ہوئے علم ارضیات کی روشنی میں اس بات کو سمجھانے کی کوشش کروں گا کہ ایک بہت بڑے طوفان برپا کرنے کے لیے قدرت نے کہاں سے تنور اُبالے اور کتنا عرصے بارش کا سلسلہ جاری رہا اور پھر یہ طوفان کا پانی اس مقام تک کیسے پہنچا جہاں پر آپ کشتی بنانے میں مصروف تھے۔ پہلے ملاحظہ کریں ایک نقشہ جس میں سعودی عرب کے اطراف تین سمندر دکھائے گئے ہیں، دائیں طرف بحرہ خلیج (Persian Gulf) بائیں جانب بحرہ احمر (Red Sea) اور لبنان کے بارڈر پر بحرہ روم (Mediterian Sea) جزیزہ نما سعودی عرب کے جنوب میں بحرہ عرب ہے اور اس کے جنوب میں کئی ہزار میل نیچے Indian Ocean میں جنوبی حصے میں (Antartica) کا گلیشیر ہے۔ سارا

سمندر برف ہی برف ہے۔ارضیات کے علم کی روشنی میں یہ بات بتائی جاتی ہے کہ اگر Antartica کی برف پگھلنا شروع ہوجائے تو سارے سمندر اوپر اُٹھنا شروع ہوجائیں گے اور زمین ڈوبنے لگے گی۔ یہ عمل ابھی بھی جاری ہے مگر گلیشیر بہت آہستہ آہستہ پگھل رہا ہے مگر قدرت چاہے تو منٹوں میں پگھل جائے اور ہمالیہ تک پانی میں ڈوب جائے اور اگر ایسا ہوگیا تو کل زمین پانی میں ڈوب سکتی ہے۔

(دیکھیں نقشہ نمبر 4)

اب اس بات پر غور کریں کہ اللہ نے ایک طرف آسمان سے پانی کے برسنے کا حکم دیا جو پورے سعودی عرب اور اطراف کے علاقے میں مسلسل برستا رہا دوسری طرف جب اس نے Antartica کے گلیشیر کو حکم دیا پگھلنے کا تو وہ تیزی سے پگھلنا شروع ہوا اور اس کے نتیجے میں Persian Gulf کا پانی اُبلنے لگا، Red Sea کا پانی اُبلنے لگا اور بحرۂ روم کا پانی بھی اُبلنے لگا یعنی تینوں سمندر بلند ہونے لگے، اور اس نے سعودی عرب سمیت اطراف کے علاقوں کو ڈبونا شروع کردیا۔

(دیکھیں نقشہ نمبر 5)

سعودی عرب کے ۳۔۴ ہزار فٹ کی اونچی پہاڑیاں ڈوب گئیں، اطراف کے علاقے کی پہاڑیاں ڈوبنے لگیں اور جب یہ تنور سے اُبلتا ہوا پانی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے مقام تک پہنچا تو انھوں نے سب کو کشتی میں بیٹھانے کی تیاریاں کرلیں اور اس سے پہلے کہ کشتی کا کچھ حصہ پانی میں ڈوبتا، حضرت نوح علیہ السلام اپنے ۷۲ آدمیوں کے ساتھ تمام اناج اور جانوروں کے ساتھ اس پر سوار ہوگئے۔ یہاں تک کہ کشتی جب آدھی ڈوب گئی تو اس نے تیرنا شروع کردیا۔ پانی مسلسل چڑھتا رہا اور جب عراق کی بھی تمام ۴۔۵ ہزار فٹ کی پہاڑیاں بھی ڈوب گئیں، ادھر کشتی بھی

پانی میں ہچکولے کھانے لگی مگر اللہ عزوجل نے اس کی حفاظت فرمائی اور ہچکولے کھانے کے باوجود پانی میں غرق نہ ہوئی اور ایک وقت آیا کہ یہ کشتی اُم القریٰ کی وادی (مکہ مکرمہ) میں اس مقام پر پہنچی جہاں آدم علیہ السلام نے یا ملائکہ نے اللہ کا گھر بنایا تھا اس کے اطراف اس نے چالیس چکر لگائے یا چالیس دن اس کے اطراف گھومتی رہی، اس کی نشاندہی ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کی ہے۔اول سورہ ھود کی 40ویں آیت کی تفسیر ملاحظہ ہو:

”جب فرمان خداوندی سے آسمان سے موسلا دھار بارش لگاتار برسنے لگی اور زمین سے بھی پانی اُبلنے لگا اور ساری زمین پانی سے پُر ہوگئی اور جہاں تک منظور قدرت تھا پانی بھر گیا پھر حضرت نوح کو رب العالمین نے اپنی نگاہوں کے سامنے چلنے والی کشتی پر سوار کردیا اور کافرون کو ان کے کیفر کردار تک پہنچادیا۔تنوراُبلنے سے بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مطلب ہے کہ روئے زمین سے چشمے پھوٹ پڑے یہاں تک کہ تنور سے بھی پانی اُبل پڑا“ (تفسیر ابن کثیر اردو ترجمہ، جلد دوم، سورہ ھود آیت:۴۰)

ابن کثیر کی اس تفسیر میں قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ قرآن نے جہاں تنوراُبلنے کا ذکر کیا ہے اور ایک مقام پر چشمے پھوٹنے کا ذکر کیا ہے تو یہ تین تنور Mediterian Sea, Red Sea, Persian Gulf تھے جو بلند ہوئے اور پانی اس جگہ پہنچا جہاں لوگوں کا قیام تھا اور اس زمانے میں لوگ اپنے گھروں میں روٹی بنانے کے لیے تنور بھی بناتے تھے مگر اللہ نے یہ نشانی حضرت نوح علیہ السلام کو بتائی تھی کہ جب گھروں کے تنور تک پانی پہنچ جائیں اور اس میں سے پانی باہر آنے لگے تو سمجھ لینا کہ طوفان قریب آگیا اور سب لوگ کشتی میں سوار ہوجانا۔

اب ملاحظہ کریں تفسیر ابن کثیر کی سورہ ھود کی ۴۴ ویں آیت کی تفسیر:

”حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں بال بچوں سمیت کل 80 یا 72 آدمی تھے۔ایک 150 دن تک وہ سب کشتی میں ہی رہے اللہ تعالیٰ نے کشتی کا رُخ مکہ شریف کی وادی کی طرف کر دیا چنانچہ وہ کشتی 40 روز تک بیت اللہ کے مقام کا طواف کرتی رہی (بیت اللہ شریف طوفان کے باعث آسمان پر اُٹھایا گیا تھا) پھر اللہ تعالیٰ نے اسے جودی پہاڑ کی طرف روانہ کر دیا اور وہ وہاں آ کر ٹھہر گئی“۔(ایضاً) (دیکھیں نقشہ نمبر 6)

تفسیر ابن کثیر اور دیگر کئی تفاسیر کی روشنی میں یہ کشتی 4 تا 6 ماہ پانی میں رہی اس دوران طوفان جاری رہا اور طوفان نے سارا عرب اور اطراف کا علاقہ لپیٹ میں لیا اور سب پانی میں ڈوبتا گیا اور کشتی مکہ کی وادی میں گھومتی رہی یا بیت اللہ کے مقام کا طواف کرتی رہی اور جب حکم خداوندی ہوا تو کشتی مکہ سے تقریباً شمال کی طرف روانہ ہوئی اور جودی پہاڑوں پر پہنچ گئی اور ساحل سے لگ گئی۔اس طوفان نوح میں صرف دو عمارتیں ڈوبنے سے بچ گئیں تھیں اس کی نشاندہی امام احمد رضا نے اپنے ملفوظات میں فرمائی ہے کہ آپ سے جب سوال ہوا کہ اہرام مصر جو گنبد نما مینار نما عمارتیں ہیں یہ کب بنیں تو اس وقت آپ نے طوفان نوح کے حوالے سے بتایا:

”ان اہرام مصر کی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام سے 14000 برس پہلے ہوئی،نوح علیہ السلام کی اُمت پر جس روز عذاب طوفان نازل ہوا پہلی رجب تھی بارش بھی ہو رہی تھی اور زمین سے پانی اُبل رہا تھا۔بحکم الٰہی نوح علیہ السلام نے ایک کشتی (پانی کا جہاز) تیار فرمایا جو 10 رجب کو تیرنے لگی۔اس کشتی میں 80 افراد سوار تھے جس میں دو نبی بھی تھے

(ایک حضرت آدم علیہ السلام کا تابوت اور دوسرے نوح علیہ السلام)
پانی اطراف کے پہاڑ سے جو سب سے بلند تھا سے 30 ہاتھ اونچا تھا۔
دسویں محرم کو 6 ماہ بعد کشتیِ نوح جودی پہاڑ پر ٹھہری، سب لوگ کشتی سے
اُترے اور جو پہلا شہر بسایا اس کا نام سوق الثمانین تھا یہ بستی جبل نہاوند
کے قریب متصل موصل شہر عراق میں ہے۔ اس طوفان میں دو عمارتیں مثل
گنبد باقی رہ گئی تھیں جو مصر کے علاقے میں واقع ہیں۔ اس وقت طوفان
کے باعث روئے زمین پر سوائے ان دو اہرام مصر کے اونچے مینار کے
اور کوئی عمارت پانی کے اوپر نہ تھی سب غرق ہو گئی تھیں۔
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان ہی دو عمارتوں کی تعمیر سے متعلق یہ
ارشاد فرمایا تھا کہ"بنی الھرمان النسر فی سرطان" ترجمہ: یہ دونوں
عمارتیں (بلند ترین اہرام مصر) اس وقت بنائی گئیں جب ستارہ نسر نے
برج سرطان میں تحویل کی تھی۔

امام احمد رضا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول اور ارشاد سے اہرام
مصر کی تعمیر کی طرف اشارہ فرمایا کہ:

جب ستارہ نسر واقع برج سرطان میں آیا اس وقت یہ اہرام مصر کی عمارتیں تعمیر
ہوئی تھی جس کے حساب سے یہ گنبد نما عمارتیں 12640 سال پہلے تعمیر ہوئی
تھیں۔ (آپ مزید لکھتے ہیں) یہ عمارتیں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے
بھی 5759 سال پہلے بنائی گئیں تھیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی آفرنیش کو
7000 برس سے کچھ زائد ہوئے۔ لاجرم یہ قوم جن کی تعمیر ہے کہ جن کی
پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے 60000 سال قبل زمین پر

رہ چکی تھی۔ (الملفوظ، حصہ اول، مطبوعہ لاہور، ص:۷۳)

طوفان مکمل ہونے پر اللہ کا حکم ہوا کہ اے آسمان تھم جا اور زمین کو حکم دیا کہ پانی نگل لے اور جب زمین نے پانی نگلنا شروع کیا تو جودی پہاڑ بھی خشک ہونا شروع ہوگیا اور زمین بھی خشک کردی گئ، لوگ کشتی سے اُترے اور اس علاقے میں قیام فرمایا۔ اب روئے زمین پر بس یہ 80 آدمی تھے باقی سب طوفان میں ہلاک کردیے گئے، ان 80 میں سے 78 افراد بھی آہستہ آہستہ مر گئے اور نوح اور ان کی زوجہ سے نسل انسان دوبارہ آباد ہونا شروع ہوئی۔

زمین کے کس حصے نے یہ طوفانِ نوح کا پانی نگل لیا ؟

اللہ عزوجل قادر مطلق ہے اور کن فیا کن کا مالک ہے۔ طوفانِ نوح کا یہ پانی راقم کی محتاط تحقیق کے مطابق 3-4 ہزار فٹ کی گہرائی کا یہ پانی جس کی چوڑائی آدھے سے زیادہ ایران اور براعظم افریقہ کے مما لک سوڈان، لبنا اور مصر تک یہ پانی موجود تھا اور شمال میں ترکی کی سرحد تک اور جنوب میں پورا سعودی عرب ڈوبا ہوا تھا۔ سعودی عرب کا Red Sea کا علاقہ پہاڑی ہے جو سب کا سب آتشی چٹانوں پر مشتمل ہے اور یہ سلسلہ پہاڑ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، طائف، احد اور خیبر تک جاری رہتا ہے۔ بقیہ حصہ یمن، عمان، بحرین، قطر، کویت تک یہ سب صحرا ہے اور چٹیل میدان مگر مکہ کی وادی کے نیچے سب آتشی چٹانیں ہیں اور صحرا کے نیچے بھی یہ ہی چٹانیں ہیں البتہ عمان، بحرین، قطر، کویت کی بارڈر کی طرف وہاں رسوبی چٹانیں ہیں جن میں دنیا کے تیل کے بہت بڑے بڑے ذخائر ہیں۔

اللہ کے کشتی کو شمال کی طرف جانے کے حکم سے قبل یہ کشتی 40 روز تک بیت اللہ کے مقام کے گرد گھومتی رہی اور پھر اللہ کے حکم سے شمال کی طرف روانہ

ہوگئی۔ کشتی تو روانہ ہوگئی مگر پانی یہاں گھومتا ہی رہا اسی وجہ سے کشتی بھی گھوم رہی تھی ۔اس عمل کو سمجھئے کہ پانی جب نیچے زیر زمین جانا چاہتا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ کم جگہ کے باعث پانی اس جگہ نیچے جانے سے پہلے گھومتا ہوا نیچے جاتا ہے اور یہ عمل اللہ کے حکم سے اس مقام پر ہوا جس کو مکہ کی وادی کہتے ہیں اور جب اللہ سے حکم دیا وقیل یارض ابلعی مأك اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے تو مکہ کی وادی میں حکم خداوندی سے بڑی بڑی دراڑیں پڑ گئیں اور پانی زیر زمین جانا شروع ہوا یہاں تک کہ سارا کا سارا 3000 فٹ بلند پانی کا ذخیرہ زیر زمین چلا گیا اور زمین اوپر سے خشک کر دی گئی جیسا کہ پہلے تھی اور یہ لامحدود ذخیرہ زیر زمین محفوظ کر دیا گیا کہ جب میرے (اللہ کے) گھر میرے مہمان آئیں گے تو ان کو پانی کی تکلیف نہ ہو اور عبدالمطلب نے اس ذخیرہ کو دوبارہ کنواں کھود کر جاری کیا جو 1500 سال سے مسلسل اس ذخیرۂ کا پانی دنیا کو سیراب کر رہا ہے۔

یہاں ایک اور نکتہ عرض کروں کہ اگر اللہ حکم دیتا کہ اے پانی اُڑ جا تو یہ سارا پانی آبی بخارات بن کر اُڑ جاتا اور جہاں اللہ چاہتا اس کو برسا دیتا یا برف کی شکل میں برفباری کر کے اس کو دنیا کے کسی مقام پر محفوظ کر دیتا تو وہ بھی قدرت کا کرشمہ ہوتا مگر چونکہ اس نے حضرت ابراہیم سے اس جگہ اپنا گھر بنوانا تھا اور اس کے بعد ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو آواز دو، چنانچہ لوگ آنا شروع ہوئے اور بالخصوص اُمتِ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جتنی بڑی تعداد میں عمرہ اور حج کی ادائیگی کے وقت جمع ہوتی ہے اس کو ایک بوند پانی کی تکلیف نہیں ہوتی، لاکھوں لوگ روزانہ کروڑوں لیٹر پانی روزانہ استعمال کرتے ہیں آج تک پانی میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی، اسی زم زم کے کنویں سے 1500 برس سے روزانہ لاکھوں لوگوں کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے اگر اتنا بڑا ذخیرہ

یہاں موجود نہ ہوتا تو لاکھوں لوگوں کے لیے پانی کہاں سے میسر کیا جاتا! جبکہ اطراف میں نہ دریا ہے اور نہ سعودی عرب میں کہیں گلیشیر ہیں کہ جس کے پانی سے لوگ فائدہ اُٹھاتے۔ یہ اللہ نے اپنے مہمانوں کے لیے ذخیرہ کر دیا تھا، اللہ کے کاموں میں حکمت ہی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ایک طرف اس طوفان سے اپنے نا فرمانوں کو ہلاک کر دیا، دوسری طرف اپنے ماننے والوں کواسی پانی سے سیراب کیا۔

حاصل کلام:

1) طوفانِ نوح "Herican Nooh" 4-5 ہزار سال قبل آیا تھا اور اس کا دائرہ تمام عرب کا علاقہ تھا۔

2) اللہ کے حکم سے عرب سر زمین کے چاروں طرف کے سمندر (Red Sea)، (Mediterian Sea)، (Persian Gulf) سب کے سب اُبلنا شروع ہوئے جب اللہ ہی کے حکم سے Antartica کے گلیشیر پگھلنا شروع ہوئے اور یوں پورا عرب کا علاقہ پانی میں ڈوبتا گیا۔

3) سمندروں کے اُبلنے کے ساتھ ساتھ مسلسل بارش کا سلسلہ بھی جاری رہا اور دونوں پانی جب مل گئے سارا علاقہ پانی پانی ہوگیا یا یوں سمجھئے کہ چاروں سمندر ایک سمندر ہو گئے تھے اور مکہ کی وادی سے پانچ ہزار فٹ بلند پانی ہوگیا تھا کہ اس کا کنارہ جودی تک پہنچا جس کی اونچائی 2000 میٹر یا 6500 فٹ سے بھی زیادہ ہے۔

4) جودی پہاڑی کرد کے علاقے میں ہے جو ترکی اور عراق کی سرحد کا علاقہ ہے اور جودی پہاڑی کی Location نقشے میں دیکھی جا سکتی ہے۔

5) جب کشتی جودی پہاڑی پر جا کر لنگر انداز ہوگئی اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اس پانی کو نگل لے تو مکہ کی وادی میں اللہ کے حکم سے بڑی بڑی دراڑیں پڑیں اور سارا پانی

زیرزمین چلا گیا اوپر زمین خشک کردی گئی۔

6) مکہ کی وادی کے چاروں طرف نہ کوئی دریا ہے اور نہ کوئی پانی کا چشمہ مگر اللہ نے حضرت اسماعیل کی پیاس بجھانے کے لیے اس کو جاری کر دیا۔

7) حضرت اسماعیل علیہ السام کے زمانے کے بعد یہ کنوارں کب اور کس طرح خشک یا بند ہوا اس پر تاریخ خاموش ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے 50 سال قبل حضرت عبدالمطلب نے اس کو دوبارہ کھودوایا تھا اور پھر اس میں سے پانی جاری ہو گیا اور اس کے بعد اب تک اس کنویں سے پانی نکالا جا رہا ہے۔

8) یہ پانی زیرزمین آتشی چٹانوں کی دراڑوں میں محفوظ ہے اس پانی کی گہرائی کا ابھی تک اندازہ نہیں لگا یا جاسکا اگر یہ Sedimentory Rock ہوتیں تو اسکی موٹائی اور اسکی لمبائی چوڑائی اور Pore Size کو مدنظر رکھ کر اس ذخیرہ کا انداز لگا یا جاسکتا تھا مگر یہ سب آتشی چٹانوں میں محفوظ ہے اور آتشی چٹانوں میں Pores اور Voids نہیں ہوتے اور نہ ان کی تہہ Sedimentory Rock کی طرح ہوتی ہے اس لیے کوئی اندازہ بھی نہیں کیا جاسکتا بس اللہ کی قدرت کو دیکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اللہ نے طوفان نوح کے عظیم ذخیرہ کو یہاں قیامت تک آنے والے لوگوں کی پیاس بجھانے کے لیے محفوظ کیا ہے اس لیے قیامت سے قبل نہ یہ کنواں خشک ہوگا اور نہ ہی اس پانی کا Presure ٹوٹے گا۔ یہ ہے اللہ وحدہ لاشریک کی حکمت عملی۔

9) دنیا میں کسی مقام پر بھی کسی قسم کی Rock میں اتنا بڑا پانی کا ذخیرہ زیرزمین کہیں محفوظ نہیں اور نہ کہیں کا کوئی کنواں صدیوں پانی دے سکا۔ ہر کنواں 5-10، 50-100 سال کے بعد خشک ہو ہی جاتا ہے مگر یہ کنواں مسلسل 1500 سال سے پانی دے رہا ہے اور ہر سال اس کی مانگ میں اضافہ ہوتا ہے مگر آج تک

کبھی حجاج کرام کو یا زائرین کو پانی کی قلت نہ ہوئی اور پانی اسی Presure سے آج بھی نکل رہا ہے۔

10) سائنسی اعتبار سے سعودی عرب میں گزشتہ سیکڑوں سال کے ریکارڈ کی روشنی میں اتنی بارشیں ثابت نہیں ہو رہی ہیں کہ ان تمام بارشوں کا پانی زیر زمین چلا گیا اور اتنا بڑا ذخیرہ بنا لیا۔ اس لیے یہ ماننا پڑے گا کہ یہ پانی پچھلے چند ہزار سال کی بارش کا نہیں کہ زیر زمین چلا گیا ہو۔ دنیا کے جن علاقوں میں بارشیں کثرت سے ہوتی ہیں وہاں اس سے بڑا پانی کا زیر زمین ذخیرہ دریافت ہونا چاہیے تھا مگر ایسا نہ ہوا دنیا کے چپے چپے میں کنویں کھود لیے گئے ہیں مگر تمام کنویں خشک ہو گئے سوائے، اس آب زم زم کنویں کے۔

11) راقم اللہ تعالیٰ کی اس حکمت کو نہ جان سکا کہ اس کا ارشاد ہے **وکان عرشہ علی الماء** کہ اس کا عرش پانی پر تھا۔ ممکن ہے کہ ایک وقت زمین وآسمان کے بنائے جانے سے پہلے ایسا ہو کہ اللہ عزوجل کا عرش جہاں آج ہے وہی اس کے نیچے پانی تھا اور کیا اب بھی اس کے عرش کے نیچے پانی ہے یا نہیں واللہ اعلم۔

حدیث کی روشنی میں غالباً فرشتے یہ عرش الٰہی اُٹھائے ہوئے کھڑے ہیں مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ فرشتے پانی میں کھڑے ہیں یا یہ عرش آج بھی پانی کے اوپر ہے یا نہیں۔ راقم کا عربی تفاسیر پر مطالعہ کم ہے ممکن ہے کہ ان تفاسیر میں کوئی بات مل جائے اس پر ہمارے علمائے تفاسیر کی تحقیق ابھی سامنے نہیں آئی مگر راقم یہ کہہ سکتا ہے کہ بیت اللہ شریف بھی عرش اللہ کی طرح پانی کے اوپر بنا ہوا ہے۔ عرش اللہ بھی پانی کے اوپر ہے اور بیت اللہ بھی پانی کے اوپر، اس کی کیا حکمت ہے! اس حکمت کو اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانے !

12) آخر میں تمام قارئین سے عرض کرتا چلوں کہ اگر آپ اس بات سے کسی طور بھی اختلاف کریں کہ آب زم زم طوفان نوح کا پانی نہیں ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس پانی سے قوم نوح کو ڈبو کر ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا وہ پانی اس امت کے لیے متبرک ہو جائے تو راقم کا سیدھا سادہ جواب یہ ہے کہ اگر یہ طوفان نوح کا پانی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے جب زمین کو حکم دیا کہ طوفان نوح کا پانی نگل لے تو وہ پانی کہاں ہے اور کیونکر آب زم زم کا کنواں پچھلے 1500 سال سے پانی فراہم کر رہا ہے، اس کا Source کیا ہے۔ رہا یہ کہ طوفان نوح عذاب قوم نوح کا پانی ہے تو ہمارے لیے کیونکر متبرک ہے! تو اس کا جواب بھی یہ ہے کہ جب زلزلہ آتا ہے تو ہزار روں لوگ مر جاتے ہیں مگر اس زلزلے سے جو چھپے خزانے آئل اور معدنیات کی صورت میں اوپر آتے ہیں تو وہ کیونکر ہمارے لیے اللہ کی نعمت ہوتے ہیں! اللہ کی حکمتوں کو اللہ ہی جانتا ہے کہ ساری حکمتوں کا وہی مالک وخالق ہے۔
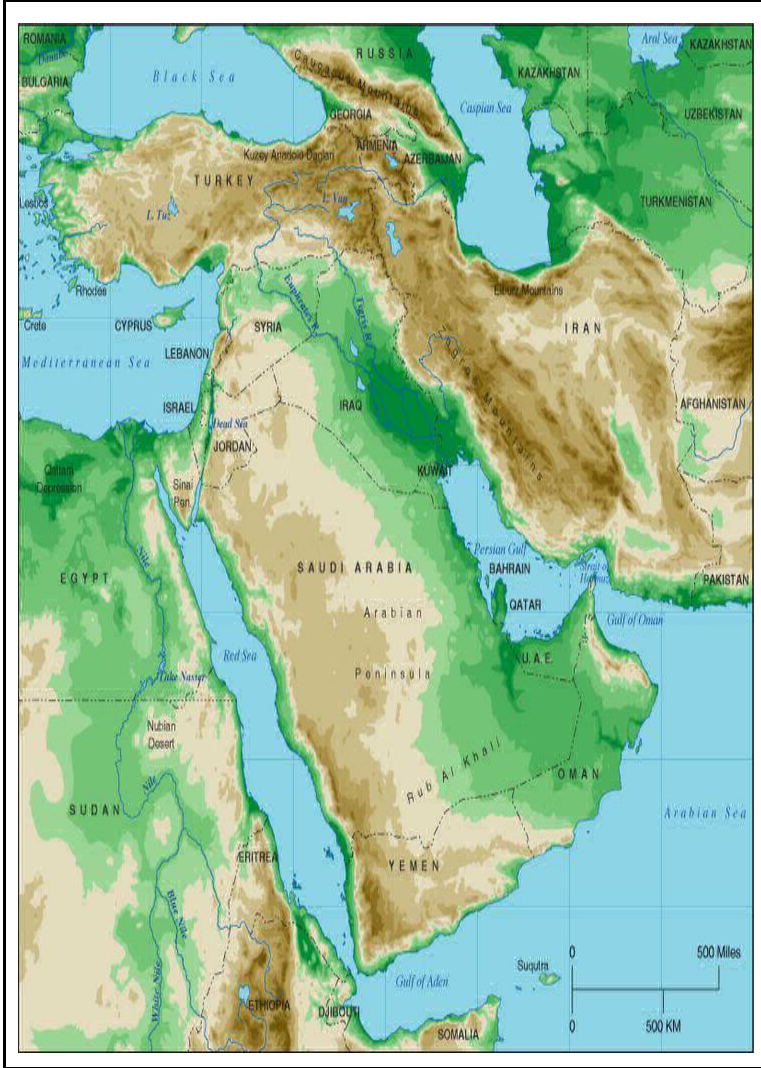
نقشہ نمبر 1: اس نقشے میں پورے مشرق وسطیٰ Middle East کے تمام ممالک اور اس کے گرد سمندر Persion Gulf, Red Sea, Arabian Sea اور Mediterian Sea نظر آرہے ہیں جب ان تمام سمندروں کا پانی اونچا ہوا تو سارا علاقہ ڈوب گیا اور اس کو طوفانِ نوح کا پانی کہا جاتا ہے۔
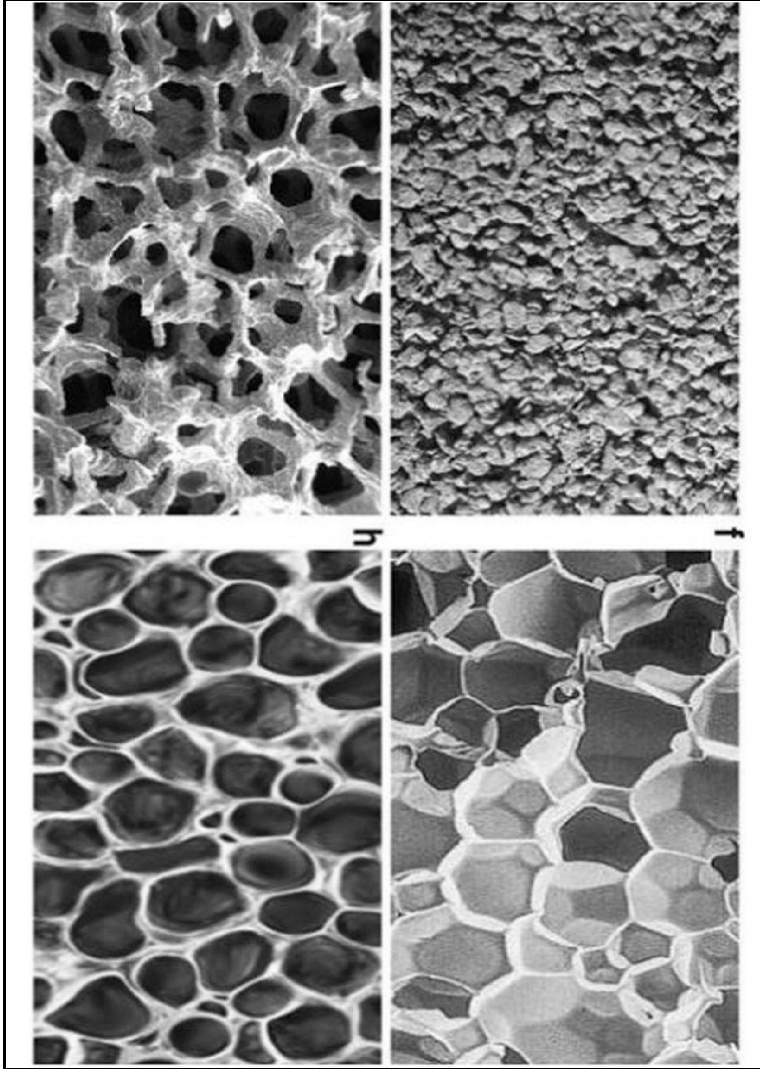
نقشہ نمبر 2: اس نقشے میں (i)، (ii) اور (iii) Porous Rocks کے سیکشن ہیں کہ ان سے پانی نکل سکتا ہے جب کہ (iv) کے Pores بہت چھوٹے ہیں ان سے پانی نہیں نکل سکتا اس لیے یہ Impervious Rocks کہلاتی ہیں جیسے ملتانی مٹی (Shalc/clay)
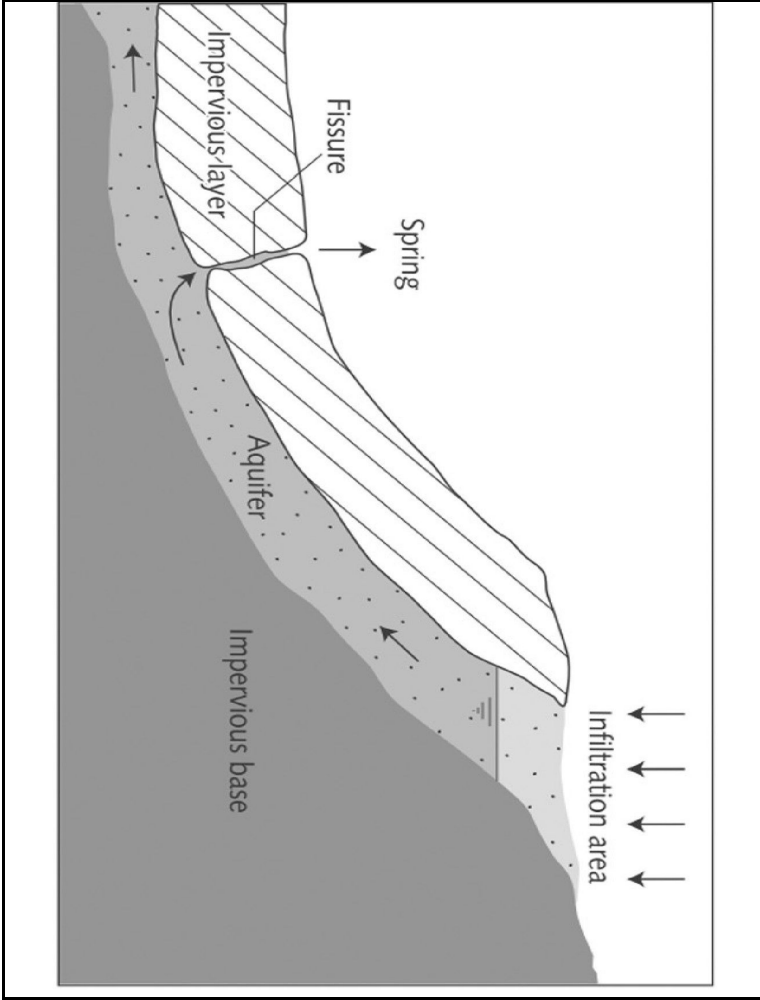
نقشہ نمبر 3: پانی زمین کے اندر جن چٹانوں کے ذریعے جاتا ہے وہ Porous Rocks کہلاتی ہیں جب یہ پانی نیچے پہنچتا ہے تو وہ Layers جو پانی سے بھری ہوتی ہے اس کو Aquifer کہتے ہیں اس کے نیچے کوئی نہ کوئی Imperviou Layers ضرور ہوتی ہے۔ جب کنواں کھودا جائے تو Aquifer میں قدرتی دراڑ زلزلے کے ذریعے بن جائیں تو یہ پانی چشمہ Spring کی صورت اوپر آتا ہے۔

نقشہ نمبر 4: اس نقشے میں چاروں طرف سمندر نظر آرہے ہیں خاص کر بحرۂ عرب، بحر احمر، خلیج فارس اور ان سب میں Indian Ocean سے پانی آتا ہے۔ Indian Ocean میں جب پانی زیادہ ہوگا تو یہ تینوں سمندر اونچے ہونگے اور عرب کے تمام علاقوں کو ڈبو دیں گے، چنانچہ جب جنوب سے Antartica Elacier اللہ کے حکم سے پگھلا، سمندر کا پانی اوپر چڑھنا شروع ہوا اور ایک وقت آیا کہ سارا علاقہ پانی میں ڈوب گیا۔
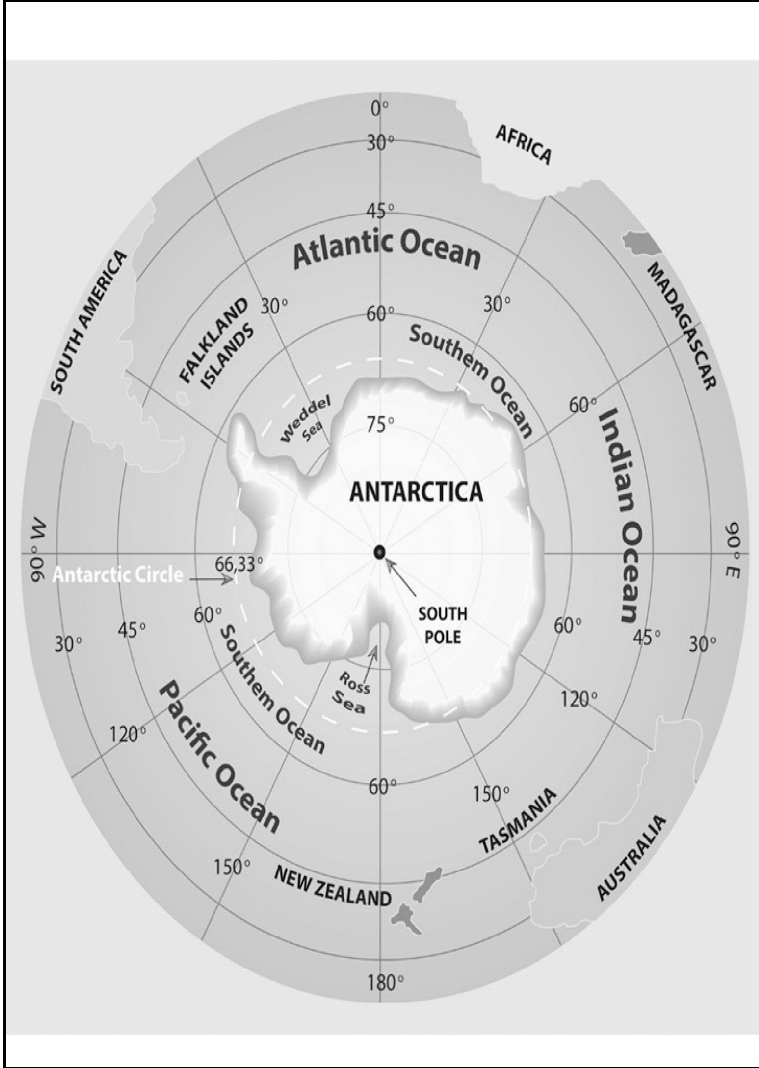
نقشہ نمبر **5**: یہ جنوبی پول South Pole کا نقشہ ہے جو سب کا سب Glacier سے ڈھکا ہے اور Antarctica Glacier کہلاتا ہے اس کا وہ حصہ جو Indian Ocean کے ساتھ ہے جب یہ حصہ پگھلا اس نے Indian Ocean کو پانی فراہم کیا اور اس نے پھر عرب کے تینوں سمندروں کو اونچا کیا جس کے باعث سارا عرب پانی میں ڈوب گیا تھا۔

نقشہ نمبر **6**: اس نقشے میں طوفان نوح کی آخری حد آخری دائرے سے دکھائی گئی ہے جب کہ وادی مکہ کو بیت اللہ سے دکھایا گیا ہے جو اس طوفان کا سینٹر پوائنٹ تھا۔ اس مقام کے پانی کو ابن کثیر نے بتایا کہ گھوم رہا تھا اور جب اللہ کا حکم آیا کہ اے زمین پانی نگل لے تو پانی گھومتا ہوا وادی مکہ میں زیر زمین چلا گیا۔ (واللہ اعلم)
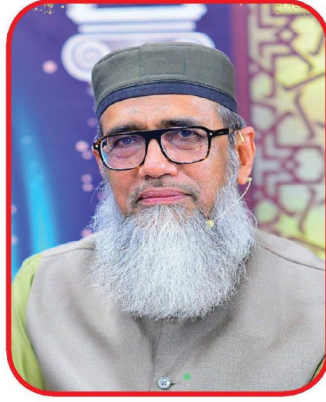
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

فاضل مصنف مشفقِ من، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید عنایۃ کی ذات اور اُن کی تحقیقی نگارشات اہل علم و صاحبانِ قلم میں کسی تعارف کی محتاج نہیں...... وہ مذہبی عنوانات پر نت نئے انداز سے لکھتے رہتے ہیں...... لکھنے والے کسی عام عنوان پر بالعموم وہی کچھ باتیں لکھ کر دہرا دیتے ہیں جو پہلے لکھی جا چکی ہیں، ایسے محققین بہت کم ہیں جو اپنے قاری کی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں...... پیش نظر عنوان کوئی نیا عنوان نہیں، آپ نے اس موضوع پر متعدد مضامین اور کتب پڑھی ہونگی، لیکن آپ حیران ہونگے کہ یہ کتاب آپ کے گلشنِ مطالعہ میں تحقیق کے اَن گنت پھول کھلانے کا سبب بنے گی۔ علم مطالعہ سے آگے بڑھتا ہے ورنہ جمود طاری رہتا ہے...... فقیر نے فاضل مصنف کے شب و روز دیکھے ہیں، وہ مطالعہ کر کے قدم آگے بڑھاتے ہیں اور تحقیق کر کے اپنے قاری کو نئی نئی معلومات فراہم کرتے ہیں...... قرآن و حدیث کے دلائل اور اسلامی نقطہ ءنظر سے بیان کردہ آبِ زم زم کی فضیلت و برکات اپنی جگہ ایک مسلم حقیقت ہیں مگر موصوف نے علم ارضیات کی روشنی میں جس سائنٹیفک پہلو سے ذخیرۂ آبِ زم زم کی تحقیق کی ہے وہ بڑی حیران کن ہیں۔ (از: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری)